

مُراد :- ٹھنڈی ہوں گی۔

نکل جاتا ہے۔

CUT

مُراد سائبیل پر آتا ہے۔ بازار میں ہر کسی سے سلام لے رہا ہے۔ چاچا علوانی ایک گاہک کو مٹھائی کا ڈبہ دینے کو ہے۔ مُراد اسے سلام پھینک کر ڈبہ لے لیتا ہے۔ مُرتا ہے۔ ایک لڑونکال کر حلوانی کے منہ میں رکھتا ہے اور پھر سائبیل پر پیٹھ کر آگے ٹڑھ جاتا ہے۔ کوٹھری کا دروازہ روشن مشک اٹھاتے نکلتا ہے۔ مُراد اسے روکتا ہے اور مشک کو کندھے سے انداز کر چلا جاتا ہے۔ روشن جیران ہو کر پچھے چاتا ہے۔ مُراد مٹھائی کا ڈبہ کھول کر ایک لڑواس کی طرف بڑھاتا ہے۔

مُراد :- تیرے سارے بوجھ ختم ہو گئے آبا۔ اب تو سیدھا ہو کر حل سکتا ہے۔

روشن :- (کچھ کچھ سمجھتے ہوئے) میں صرف باہر سے جھکا ہوا ہوں۔ اندر سے تو نہیں۔

پہ ہوا کیا ہے؟

مُراد :- ملک بھر میں میری نوب پوزیشن آئی ہے۔ میں سلیکٹ - پاس ہو گیا ہوں آبا۔

روشن :- (آسمان کی طرف منہ کر کے) بارش آہی گئی۔ میں ہر بیمار ہو گیا ہوں۔ (پانی کا گلاس بھر کر پتیا ہے۔) میری پیاس ختم ہو گئی۔ (مشک کو اٹھنا کر سینے سے لگتا ہے، ربت سپے کے بعد میں تیراشکر گزار ہوں۔) مُراد مشک کو چھین کر پرسے رکھ دیتا ہے، بڑا افسر ہو گیا ہے۔ کتنا بڑا؟

مُراد :- بہت بڑا آبا؟

روشن :- کب سے فتر جانا شروع کیے گا؟

مُراد :- ابھی نہیں آبا۔ پہلے چھ ماہ کی ٹریننگ ہو گی آکیڈمی میں۔ پھر پوٹنگ

ہو گی۔

روشن :- چاچے چاچی کو خبر کی ہے چاچے حلوانی کو بتایا ہے اور ... رابیاں (مُسکر کر) اسے ضرور بتا کر آیا ہو گا۔

مراد :- یہ تو سیدھا تمہارے پاس آ رہا ہوں۔

روشن مٹھائی کا ڈبے لے کر باہر نکلتا ہے۔ اور سب کو بانتا ہے۔

— CUT —

ایک پُر شکونہ عمارت بکٹ کر کے اندر جاتے ہیں۔ مراد لڑکوں کی ایک کلاس ہیں بیٹھا ہے۔ تقریباً پندرہ ہیں لڑکے سو ٹوں میں بلوس، میں انٹر بیکٹری پر دے رہا ہے۔ پھر موٹاڑ۔ مراد ٹینس کھیل رہا ہے۔ گھٹ سواری کر رہا ہے۔ ڈیننگ رومن میں کھانا کھا رہا ہے۔ دیٹر مُوڈب ہو کر کھڑے ہیں۔ ایک دیٹر گلاس میں پانی ڈالتا ہے۔ مراد ڈریٹر کر دیکھتا ہے۔ اور پانی پسے کر دیتا ہے۔ چپرائی آتا ہے۔

چپرائی :- سر آپ کے ذمہ بیٹھ رہیں؟

مراد :- میرے؟

چپرائی :- جی سر۔ ڈیننگ رومن میں تشریف رکھتے ہیں۔

— CUT —

ڈیننگ رومن۔ روشن ایک کونے ہیں بیٹھا ہے۔ دوسرے کونے میں ایک اور لڑکا اپنے والدین کے ساتھ بیٹھا پاتیں کر رہا ہے۔ مراد آتا ہے۔

مراد :- دہاں آ کر سرگوشی سے، آباجی آپ۔

روشن :- (بلند اور EXCITED آوازیں) مراد بیٹھے۔

مراد :- ذرا آہستہ آباجی۔ وہ۔

روشن :- (ایدھر مراد ہر دیکھ دکھ کر) تو اتنے دنوں سے نہیں آیا تھا تو میں نے ...

مُراد :- تو فون کریں۔

روشن :- کہاں سے؟

مُراد :- خیر

روشن :- چاپے حلوائی نے بھی کہا راہیاں نے بھی صلاح دی کہ تم خود پلے جاؤ۔

دہاں بڑے سکول میں وہ چوکیدار تو آنے ہی نہیں دیتا تھا۔ بڑی مشکل

سے ...

روشن :- ابا میں خود آ جاتا تم نے خواہ مخواہ تکلیف کی۔

گنٹنگ کے دریان دینگ ردم میں بیٹھے والدین بڑی دلچسپی سے روشن کو دیکھتے ہیں۔

مراقد درے شرمندہ ہے۔

روشن :- دیکھ ہیں تیرے یہی نجیری بناؤ کر لایا ہوں چاپے حلوائی سے۔ پاروں

مغز میں اس میں دماغ چمک اٹھتا ہے ایک پتی سے۔

مُراد :- (پوٹلی لیتا ہے) ٹھیک ہے ابا۔

روشن :- تو جلدی میں ہے کیا؟

مُراد :- وہ ابادر اصل ایڈنسٹریشن سکالس میں تھا کہ آپ کا پیغام بیٹھا میں ...

روشن :- اچھا؟ چہرائی تو کہتا تھا کہ کھانا کھا رہے ہیں۔ خیر تجھے ان پانی تو

ٹھیک دیتے ہیں نا۔ یہاں۔

مُراد :- ہاں ہاں ابا۔ کیا کرتے رہتے ہو اب سارا دن۔

روشن :- کھونٹی پر منگی مشک سے کہتا رہتا ہوں کہ بی بی اب ہم نے تجھے طلاق

دے ڈالی۔ اب ہم ایک بڑے افسر کے باپ ہیں کوئی ماشکی نہیں اور

ہاں تجھ سے ایک بات کرنی تھی تو یہاں سے فارغ ہو جائے نا تو

را بھاں ...

مُراد :- اب آ تو چل بیس شام کو آؤں گا پھر بات کریں گے۔ ٹھیک ہے۔
روشن :- ٹھیک ہے۔

اس کا ما تھا چودھ متأ ہے

پر آنا ضرور۔ چاچا حلوائی بھی۔

مُراد :- اچھا اچھا آبا۔

روشن جاتا ہے۔ مُراد والدین اور لڑکے کو دیکھتا ہے جو اسے دیکھ رہے ہیں۔
ادر باہر نکل جاتا ہے۔

— ۲۶ —

روشن چار پانچ پر لیٹا انتظار کر رہا ہے مگر مُراد نہیں آتا۔

— ۲۷ —

لڑکے کلاس روم سے باہر نکل رہے ہیں۔ مُراد اپنے دوست جلال کے ساتھ
باہر آتا ہے۔

جلال :- شکر ہے۔ یہ دو تین دن تو یہ مکمل طور پر RELAX کر دو گا۔ تم
کتنے بجے جا رہے ہو۔

مُراد :- یہ نہیں جا رہا۔

جلال :- ویک اینڈ پر گھر نہیں جا رہے۔ کیوں؟

مُراد :- یار وہ سول لار کے کچھ نوٹس تیار کرنے ہیں اور ویسے بھی طبیعت
کچھ ٹھیک نہیں۔

جلال :- اس آکیڈمی کامیس اتنا لاؤزی ہے کہ تو ہب۔ بھیمار خانہ ہے بالکل۔
یار گھر عاد۔ گھر کا کھانا کھاؤ اور لان میں ٹرسی ڈال کر دو RELAX کر دو
دن۔ بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔

مُراد :- اور سوں لار کے نوں
 جلال :- کوئی اور پکرنا نہیں ہے؟ ذرا پچ کر رہا کرو۔ انڈر شرینگ آفیس توبہ
 فیورٹ مارگٹ ہوتے ہیں لڑکیوں کی ماڈل کے خیراب درد دز بعد
 ملاقات ہوگی۔ تم اپنے کمرے میں ہی ہو گئے نا۔ ہو سکتا ہے فون کروں
 کسی وقت۔ خدا حافظ۔

مُراد :- خدا حافظ۔ انجامے یور سیلف۔

جلال :- آئی ول

— CUT —

مُراد اپنے کمرے میں آکیلا لیٹا ہوا ہے۔ اُدھر رہشن بھی کوٹھری میں لیٹا ہوا ہے۔
 دونوں کے دو تین کٹ۔ پھر کیمروں مُراد پر آتا ہے۔ فون کی گھنٹی اولیپ ہوتی
 ہے۔ مُراد فون اٹھاتا ہے۔

مُراد :- ہیلو جلال۔ اوتے یہ تم۔ RELAX کر رہے ہو۔

— CUT —

جلال فون پر اس کے قریب ایک معزز بی سنسوںی - باوفار - ۲۰۵۴ -
 خالقون کھڑی ہیں۔

جلال :- بھنی مجھے کیا پتہ تھا کہ گھر پہنچوں گھا تو کماچی سے آٹھی ٹریپر نازل ہو
 جائیں گی۔ ایک لمحے کے بیچ چین نہیں یعنے دیتیں۔ اب کہہ رہی ہیں کہ
 آکیڈیمی میں شرینگ یعنے دایے تمام دوستوں کو فوجہ اشام کے کھانے
 پر بلا د۔ میں انہیں ملتا چاہتی ہوں۔ سات بجے پہنچ جاؤ۔ پہنچ جاؤ
 گے نا!

— CUT —

ایک اور نبرڈا مل کرتا ہے۔

جلال :- ڈسٹرپ تو نہیں کیا تھیں انور۔ آج شام کیا کر رہے ہو؟ نہیں اس کے علاوہ تو پھر شام سات بجے ہمارے ہاں آجائے۔ میری آنٹی آئی ہوئی ہیں گراچی سے۔ میرے دوستوں سے ملنا چاہتی ہیں۔ سات بجے پہنچ جانا۔

— ۶۴ —

جلال :- سات بجے۔

— ۶۵ —

جلال :- سات بجے۔

— ۶۶ —

جلال :- پورے سات بجے۔

کلڈک پر سات بجے ہیں۔

ایک وسیع و عریض ڈرائینگ رووم۔ جو امارت کے ساتھ ساتھ عمده ذوق کا بھی پتہ دیتا ہے۔ صوفیں پر وہی نوجوان بیٹے ہیں جو اکیدمی کے کلاس رووم میں دکھلتے جا پکے ہیں۔ جلال کے ماں باپ بھی ہیں۔ مُراد داخل ہوتا ہے۔ قدرے گھبرا یا ہوا۔ ڈرائینگ رووم اور اس کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ جلال اٹھ کر ملتا ہے۔

جلال :- یاد آئی ایم گریٹ فل۔ سول لار کے نوش توبنتے ہی رہیں گے۔
ادھر آ جاؤ۔

مُراد ب سے سلام دعا کرتے بیٹھ جاتا ہے۔ ایک ملازم ٹرسے میں مشرد بیٹے آتا ہے۔

ملازم ب صاحب ...

مُراد ہاتھ بڑھاتا ہے تو کلاس جس میں کوکولا ہے۔ اُسے پانی کا گلاس دکھلنے

دیتا ہے۔ انکار کر دیتا ہے۔

ڈرائینگ روم میں آنٹی داخل ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی ثرہت ہے۔ جدید فیشن کی مگر ہو ہے اور پڑھی لڑکی۔ جلال آگے بڑھتا ہے۔ سب لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جلال تعارف کر رہا ہے۔

جلال :- یہ میرے بہت ہی ڈیر دوست اللہ۔ اور یہ میری ڈارنگ آنٹی۔

آنٹی :- جلال نے مجھے آپ کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔ آپ بھی اندر ڈرائینگ

ہیں ناں؟

اور :- جی۔

آنٹی :- ہاؤ وندھرفل

جلال :- اور یہ شاہد ہے آنٹی۔

آنٹی :- ہیلو شاہد بیٹے۔ جلال نے مجھے آپ کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔ بہت خوشی ہوتی ہے۔

جلال :- ان کا نام مراد ہے۔ میرے روم میٹ ہیں آکیڈمی ہیں۔

آنٹی :- ہاؤ ایکسا ڈینگ۔ جلال نے مجھے آپ کے بارے میں جلال تم نے ان کے بارے میں مجھے کچھ بھی نہیں بتایا۔ بیٹے آپ کے ابو کیا کرتے ہیں؟

مراد :- جی وہ دراصل میرے ابو....

آنٹی :- ہاؤ دیری سید۔ آئی ایم سوری۔ آپ بالکل اکیلے ہیں۔

بہت دلچسپی لیتی ہے۔

جلال :- اور یہ آفتاب ہے بہت ہی پیاپا دوست۔

کبھی مراد پر ہی رہتا ہے۔ شرفت ایک آدھ مرتبہ مٹکر دیکھتی ہے۔ تعارف سے فارغ ہو گرا آنٹی کہتی ہے۔

آنٹی :- میرے لیے یہ کتنی قابل فخریات ہے کہ اتنے جیس اور اتنے انسپلیجنٹ
لوگ کے صرف مجھے ملنے آئے ہیں۔ پلیز آپ بیٹھئے۔

مُراد: ایک مرتبہ شرودت کی جانب دیکھتا ہے تو وہ اسی کی جانب دیکھ رہی ہے۔ آنٹی
دوسرا لوگوں کے ساتھ گفتگو کرتی ہے پھر مُراد کو آواز دیتی ہے۔

آنٹی :- مُراد بیٹھئے... آئیں ناں ہمارے پاس بھی تو بیٹھیں۔
اسے اپنے اور شرودت کے درمیان بٹھادیتی ہے۔

جلال نے مجھے آپ کے بارے میں اتنا کچھ بتایا ہے کہ..... بہت جی
چاہ رہا تھا تم سے ملنے۔ تو کب تک ختم ہو رہی ہے آپ کی ٹریننگ؟

مُراد :- صرف دو ہفتے اور ہیں پھر پوٹنگ ہو جائے گی۔

آنٹی :- پہلی پوٹنگ کے دوران تو لوگوں کے بے حد اپ سیٹ رہتے ہیں۔
اپ سیٹ اور LONE. شرودت۔ بھی کوئی بات ہی کر دمُراد
بیٹھے سے۔

شرودت اس کی طرف دیکھ کر کوئی بات کرتی ہے۔

FADE OUT

مہماں رخصت ہو رہے ہیں۔ دروازے پر آنٹی شرودت اور جلال کھڑے ہیں۔

مُراد :- اچھا جلال.... آنٹی....

آنٹی :- ہاؤ سویٹ آف یو ڈوکال می آنٹی۔

مُراد :- بہت بہت شکریہ

آنٹی :- میں اور شرودت ابھی چند روز ہیں۔ آپ آیا کریں نا۔ کل
شام آپ کیا کرو رہے ہیں۔

— CUT —

مُراد اپنے کمرے میں آتا ہے۔ بستر پر لیٹتا ہے۔ اس کے کلوز پر راہیاں جھاؤ دیتی ہوتی کث ہوتی ہے۔ اور پھر ثروت کالونگ شاٹ کلوز میں آ جاتا ہے۔ رہیاں تک کہ راہیاں پر مکمل طور پر خادی ہو جاتا ہے۔

روشن حلوائی کے پاس بیٹھا دودھ پی رہا ہے۔

حلوائی :- مُراد نظر نہیں آیا بہت دلنوں سے!

روشن :- نوکری پر جانے سے پہلے آیا تھا ایک شام۔ دانے پانی کے یہ پیے بھی دے گیا اور یہ کمبیل بھی۔

حلوائی :- نوکری پر چلا گیا ہے؟ تمہیں ساتھ کیوں نہیں لے گیا روشن؟

روشن :- اسے سرکار کی طرف سے بیٹھا ملا ہے ناں دہان ابھی کچھ بندوں ست نہیں ہوا کھانے پکانے کا۔ جو نہیں کوئی انتظام ہوا مجھے لے جائے گا۔

اور پھر مجھے خرچ چھوڑ دے گیا ہے۔

حلوائی :- تیری آزمائش کے دن تو ختم ہوئے۔

روشن :- رب سچے نے ختم کر دیے... پر چاچے یوں ہاتھ پر ہاتھ کر کر مجھ سے بیٹھا نہیں جاتا۔ مُراد سے وعدہ کر چکا ہوں کہ اب مشک کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا ورنہ....

حلوائی :- درد نہ کیا؟

روشن :- درد نہ تجھے ہی آٹھ دس مشکیں دے کر شوق پورا کر لیتا۔

حلوائی :- تو اچھا لگتا ہے اب پانی بھرتا ہوا۔ اتنے بڑے افسر کا باپ ہو کر!

روشن :- اچھا تو میں دیسے ہی لگتا ہوں لیکن خیر اولاد کی بات توانی ہی پر ہے۔

رابیاں کا گھر۔

رابیاں:- (چائے کا کپ لاتی ہے) لے چا چا۔ میٹھا کم ہوتا اور لے لینا... وہ مُراد...۔

روشن:- راضی خوشی ہے۔ اس کے انسر بہت خوش ہیں اس کے کام سے۔ خط میں یہی لکھا تھا۔

رابیاں:- خط آیا ہے؟

روشن:- ہاں اس ماہ کا خرچ بھیجا ہے تو اُس کے ساتھ ایک چھپٹی بھی تھی۔

رابیاں:- اور کیا لکھا تھا؟

روشن:- تیرے بارے میں کچھ نہیں لکھا تھا۔ کیسے کھے؟ بعد میں لکھے گا....

رابیاں:- کہاں پہنچے ان دونوں؟

روشن:- ملتان ہیں۔ اسی بیٹے تو کہ نہیں گیا۔ کہتا ہے وہاں گرمی بہت ہے ان دونوں۔

آبیدہ، ہو گر بہت خیال رکھتا ہے میرا۔ خیال تو بہت رکھتا ہے مگر...۔

رابیاں:- خاک خیال رکھتا ہے۔ دو پارہ ماہ بعد رات کے اندر میرے میں چور دل کی طرح آتا ہے اور تجھے خیرات دے کر چلا جاتا ہے۔

روشن:- بیٹا ہے میرا!

رابیاں:- بیٹا ہے تو پاس کیوں نہیں رکھتا۔

روشن:- (ڈالٹہ گر) میں تم پہ بوجھ ہوں تو مت خیال رکھا کر میرا...۔ یہ پاپ بیٹی کا معاملہ ہے۔ وہ خود در بد رکھو گریں کھا رہا ہے۔ آج یہاں کل وہاں مجھے کہاں گھسپیتا پھر سے... میرا بیٹا ہے۔ لے اپنی چائے۔

— T.L.C —

حلوانی کی دکان پر بیٹھا ہے۔ ڈاکیہ آتا ہے۔ پیسے دیتا ہے۔ اپنے کمرے میں آتا ہے مشک کو روکھتا ہے۔ مُراد کے پرانے بستے کو گئے لگا کر سوتا ہے۔ پانی پیتا ہے۔ اس طرح آٹھ

برس بیت جاتے ہیں۔ بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔

— ۲ —

ڈاکیہ آتا ہے۔ روشن کوٹھری کا دروازہ کھلکھلاتا ہے۔ جواب نہیں ملتا۔ آواز
دیتا ہے۔

پاباروشن - پاباروشن

اندر سے ہائے ہائے کی آواز آتی ہے۔ تالا توڑ کر اندر جاتا ہے۔ روشن بجارتیں چنک
رہا ہے۔ نیم بے ہوش ہے۔ ڈاکیہ جا کر حلوانی کو بلاتا ہے۔ سلوانی دیکھ کر رابیاں کو بلاتا
ہے۔ جس کی گودیں اب ایک تجھے ہے۔

حلوانی : پرسون کہہ گیا تھا مراد نے بلا یا ہے۔ دو تین روز ہیں آجائوں گا۔ مجھے
کیا پتہ تھا باہر سے تالا ڈلوا کر اندر لیٹا ہوا ہے۔ روشن۔ روشن دین۔

روشن : اے تم پاچے ہے لو بھئی میں تو ابھی ابھی واپس آیا ہوں۔ بڑی خدمت
کی مراد نے میری۔ اس کی بیوی نے ...۔ تمہیں پتہ ہے ناؤں نے
شادی کر لی ہے۔ بہت رہیں خاندان ہیں ...۔ مجھے بھی بلا یا تھا۔ ہاں
ہاں گیا نہیں تھا ایک روز نے کپڑے پہن کر۔ میری بہنے بستر پر بھاکر
میری خدمت کی۔ اٹھنے ہی نہیں دیا... اور دو بچے بھی ہیں ان کے ...۔ میرا
پوتا اور پوتی تو مجھے آنے ہی نہیں دیتے تھے۔ ان کی تصویر دیکھی ہے تم نے مجھے
بھی تھی مراد نے تصویریں بھیجا رہتا ہے۔ بھیجا رہتا ہے۔

رابیاں : چاچا روشن تیری طبیعت ٹھیک نہیں۔ میرے ساتھ چل۔

روشن : تو تھوں کی دیکھ بھال کرے گی یا میری؟ تیرا گھر والا واپس نہیں آیا
دو بھی سے۔

رابیاں : اگے ماہ آئے گا۔ میرے ساتھ چل چاپا۔

روشن :- تو مجھے پانی پلا دے ... میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ خواک بہت کھائی ناں
میں نے وہاں گوشت بھون بھون کر کھلاتی رہی میری بُھو۔ اس لیے ...
پاک پانیوں کی کھائی سے پالا ہے میں نے مرا دکو .. اس لیے تو خدمت کرتا ہے۔
آنے ہی نہیں دیتا تھا، میں تو زیر دستی آگیا۔ تمہیں یقین نہیں ہے پہنچیں
ہے؟ تو نہ کرو یقین ... نہ کر د۔

رابیا اور چاچا حلوائی ایک دسرے کی طرف معنی خیز نظرؤں سے دیکھتے ہیں۔

— — — C U T — — —

مراد کا ڈرائیور روم۔ چاچا حلوائی اور رابیا سکرٹرے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ہم گفتگو کے
درمیان پہنچتے ہیں۔

مراد :- چاچا مجھے تو انکار نہیں ہے ... اپا جان خود ہی۔

رابیا :- انکار نہیں تو انہیں جا کر لے آ ...

مراد :- میں نے تو ان کی خوشی کی خاطر ... میں ان کو باقاعدہ خرچے بھیجتا ہوں۔

گرمیوں سردیوں کے کپڑے بھجواتا ہوں۔ جب بھی فرصت ملے، مل آتا ہوں۔

حلوائی :- یہ سب کچھ اسے پہلے ہی ملتا تھا مراد ... اسے اب آرام کی ضرورت ہے۔

مراد :- میں نے کہا ناں مجھے انکار نہیں ... رابیا سننا ہے تیری شادی
ہو گئی ہے۔

رابیا :- اور سننا ہے تو نے شادی کر لی ہے ...

مراد :- (کھسیا۔ ہو گر) بہت عرصہ ہو گیا۔ اب تو ما شار اللہ دو پتے بھی ہیں۔

حلوائی :- کہاں ہیں؟

مراد :- سکول گئے ہیں۔

اسنے میں ثروت ڈرائیور روم میں داخل ہوتی ہے اور پھر کچھ کہے بغیر دسرے

کمرے میں چلی جاتی ہے۔

راپیاں:- تیری بیوی ہے؟

مُراد:- ہاں اس کی صحت خراب ہے؟

حلوانی:- تو پھر کب؟

مُراد:- یہ آج شام آؤں گا...

راپیاں اور حلوانی خوشی خوشی اٹھ کر جاتے ہیں۔ ثردت آتی ہے۔

ثروت:- یہ کون تھے؟

مُراد:- میرے رشتے دار تھے۔

ثروت:- کوئی سفارش کرائے تھے...

مُراد:- ہاں...

ثروت:- تو مان لی...

مُراد:- ہاں

CUT

رات کو مُراد کو ٹھہری میں پہنچتا ہے۔ اور روشن کو ساتھ لے کر گھر آتا ہے۔ اسے ہمارا دیتا ہے۔ مگر وہ بیٹے کو دیکھ کر بالکل ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔ ایک بیٹھ ردم میں سے جاتا ہے۔ روشن میز پر پڑے گلاس کو اٹھاتا ہے۔ ادھر اور صرپانی کے یہے نظریں دوڑاتا ہے۔ اور پھر مسکراتا ہوا سوچاتا ہے۔

CUT

روشن لان میں کھڑا ہے۔ ہاتھ میں رہبر کی نالی ہے جس سے وہ پودوں کو پانی دے رہا ہے۔ کوئی نبھی کے گیٹ سے دو بیگمات اندر داخل ہوتی ہیں۔

بیگم:- سیکوں مالی بیگم ساجھے گھر پر ہیں....

روشن :- دبڑا مناتے ہوئے، دیکھ لوبا کر...
وہ اندر جاتی ہیں اور ساتھ ہی ایک توکر دلوں پھون کوت کر باہر نکلتا ہے۔

روشن :- کہاں جا رہے ہیں بیٹھے؟

بچے :- دادا جان ہم سکول جا رہے ہیں۔

روشن :- سکول؟ دلفیش بیک مراد کو سکول لے جا رہا ہے، بھی تم کوئی اور کام کر دو... بیٹھوں کو سکول میں لے کر جاؤں گا....

بچے بہت خوش ہو کر ساتھ پل دیتے ہیں۔

— CULT —

ڈائینگ روم میں بیگمات بیٹھی ہیں۔

بیگم :- تو مینا بازار کا پر ڈگرام تو طے ہو گیا۔

بیگم :- بیگم مراد باہر کے ملکوں میں توبوڑھے اور معذ در لوگوں کے یے —

PEOPLE'S HOME OLD

پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا... .

ثروت :- اس مینا بازار کی آمد فی سے ہم کم از کم بوڑھوں کے یے ایک گھر کی بنیادیں تو رکھ سکیں گے۔

بیگم :- پس آپ سہوں کے شال پر کھڑی ہو جائیں تو سارا شہر امداد پرے... .

اور ہاں یہ آپ کا نیا مالی بہت بد تیزی سے بولتا ہے۔

نوکرانہ داخل ہوتا ہے۔

ثروت :- اتنی جلدی چھپوڑ لئے؟

نوکر :- وہ باباجی کے ساتھ پہنچے گئے ہیں۔

ثروت پچھہ شرمندہ ہو کر ان کی طرف دیکھتی ہے۔ — CULT —

مُونتاٹ۔ روشن بچوں کو سکول چھوڑنے جا رہا ہے۔ لان میں کھیل رہا ہے بسکول سے باہر چھاڑی والے سے مٹھائی لے کر دے رہا ہے۔ ڈرائینگ روم میں گھوڑا بنا رہا ہے۔
ثروت نہایت ناپسندیدگی سے دیکھ رہی ہے۔ مراد لا تعلق ہے۔

— ۶۷۳ —

ڈرائینگ روم میں

ثروت :- پھر میں چلی جاتی ہوں ممی کے پاس اور تم سنپھانو اپنے نامہنام کو۔

مراد :- لیکن تمہیں شکایت کیا ہے آن سے۔

ثروت :- ظاہر ہے وہ مجھے مارتے تو نہیں، مارتے تو دوسرا لوگ ہیں۔

مراد :- وہ میرے آبا ہیں۔

ثروت :- اور میں... جب سے آئے ہیں بچے ان کو چھپے رہتے ہیں۔ کوئی ایسا غیر
گھر میں آجائے اس کے سامنے اپنے شاندار ماصلی کے قصے بیان کرنے لگتے
ہیں۔ میں دومن کی مشک اٹھا کرتے پھرے لگا سکتا تھا۔ اتنی سیڑھیاں
بے تکان چڑھ جاتا تھا... جی مینا بازار میں بیگم آفتاب نے پتہ ہے کیا
کہا؟ بیگم مراد آپ تو کوئی ڈرائینگ روم والے سٹال پر کھڑی ہو جائیں۔ مُستا
ہے آپ کا آباقی پیشہ ہے۔

مراد :- میں اتنے برس تو ۵۱۵۷ A.V کرتا رہا اب تک... گھر ملے والے ...

ثروت :- محلے والوں کے ساتھ ہم نے کوئی رشتہ کرنے ہیں... ان کا کیا حق ہے کہ
ہمارے ذاتی معاملات میں مداخلت کریں... ہم باقاعدگی سے خرچ دیتے

رہے ہیں۔

روشن بچوں کے ساتھ سکول سے واپس آتا ہے۔

روشن :- آج بڑا طیفہ ہوا... سکول میں ایک ماشکی کو دیکھ کر بیٹا پوچھنے لگا۔ دادا جان

یہ آدمی کس طرح اتنا بوجھا ٹھاتا ہے تو میں نے بتایا کہ بیٹھے.....

مُراد :- (دستی سے) اپا جان آپ ذرا بیٹھ جائیے۔ (بچوں سے) تم جا کر کچن میں کھانا کھاؤ۔ اپا جان شاید چند دنوں میں میری ٹرانسفر ہو جائے۔ آپ ہمارے ساتھ گہاں مارے مارے پھریں گے... میں... میں آپ کو خرچ پہنچتا رہوں گا... بعد میں... .

روشن :- لیکن مراد ابھی تو پچھلے ماہ ...

ثروت :- انہوں نے کہا ہے کہ خرچ ملتا رہے گا۔

روشن :- (سمجھتے ہوئے) مُراد بیٹھے تھا مارے اندر کا کپی کو ٹھاڑھے گیا ہے پانی سے دور رکھر۔ اور اپ وہاں ایک پکا مکان بن گیا ہے۔ بہت صعبو ط اتنا کہ خلوص اور محبت کی بارش اس کے اندر نہیں جاسکتی۔ بس دیواروں سے سڑک رکر بہہ جاتی ہے... میں ذرا بچوں سے مل لوں؟

ثروت :- وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ ڈسٹرپ ہوں گے۔

چلا جاتا ہے۔

— ۵۰۷ —

روشن کو ٹھری میں لیٹا ہے۔ بچوں کی آوازیں اور نیپ ہوتی ہیں۔ **دادا جان** —

دادا جان — **دادا جان** بے چین ہو کر اٹھتا ہے۔ حلوائی کے پاس جاتا ہے۔

روشن : - چاپے تو مجھے دو سیر لڈ دادہ برفی اُدھار دے سکتا ہے؟

حلوائی : - (جیسا کہ ہو سکر) روشن... تو دیسے ہی لے جا... مگر کرے گا کیا؟

روشن : - اپنی پیاس بجھاؤں گا۔

— ۵۰۸ —

بچوں کا سکول۔ روشن مٹھائی کا چھا با لگاتے بیٹھا ہے۔ جیٹی ہوتی ہے، بچے باہر نکلتے

ہیں۔ روشن سے مٹھائی خریدنا پاہتے ہیں۔ مگر وہ سب کو انکار کرتا چلا جاتا ہے۔ بچہ دونوں بچے باہر نکلتے ہیں۔

روشن :- میرے بچوں۔ بیٹے۔ بیٹی۔ ... لڑاکہ ایک ایک آتے۔ لڑاکہ ایک ایک آتے۔

بچے اگر روشن سے پٹ جلتے ہیں۔ وہ آبدیدہ ہو کر لڑاکہ ایک ایک آنے "پکارتا ہے اور ان کو کھلاتا ہے۔

— CUT —

نوگر :- جی میں بچوں کو لے آؤں؟

ثروت :- لے آؤں... اور سنو... پہلے دو بچے گھر آجائتے تھے اب ڈھانی بچے پہنچتے ہیں۔ سکول ٹائم زیادہ ہو گیا ہے کیا؟

نوگر :- جی نہیں... دراصل... بس جی دیسے ہی دیر ہو جاتی ہے۔ بس جی

دیسے، ہی....

باہر جاتا ہے۔ ثروت بیگ اٹھا کر پچھے جاتی ہے۔

— CUT —

سکول گاگیٹ غالی ہے۔ صرف روشن کا خوانچہ ہے۔ دونوں بچے اس کے قریب پیٹھ کر گپتیں ہانگ رہے ہیں۔ نوگر ایک طرف ہو کر بیٹھا ہے۔ ثروت دور سے دیکھتی ہے پھر گیٹ کے اندر جاتا ہے۔

ثروت :- پرنسپل صاحبہ ابھی ہیں پاپلے گئے؟

چپر اسی :- ابھی بیٹھے ہیں بیگم صاحبہ۔

— CUT —

پرنسپل کا کمرہ۔

ثروت :- آپ کو فوری طور پر کوئی پند و بست کرنا چاہیئے۔

پرنسپل:- آپ نے بہت ی اچھا کیا بیگم مراد... میں بے عدالتمند ہوں کہ میرے سکول ہیں...

ثروت:- آپ کا کوئی قصور نہیں۔ یہ شخص پہلے ہمارے ہاں ملازم تھا لیکن مجھے چند ہی دنوں میں معلوم ہو گیا کہ یہ دراصل کوئی عادی قسم کا مجرم ہے۔ اور ہمارے پتوں کو اغوار کرنے اچا ہتا ہے۔ میں نے نکال دیا تو اس مقصد کی خاطر گیٹ کے باہر چھاٹری لگا کر پیٹھو گیا ہے، میں دیکھ کر آئی ہوں۔ بچے اس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔

پرنسپل:- میں انہی بند دلست کرتی ہوں۔

دو دنوں باہر نکلتے ہیں۔ پرنسپل چند ملازموں کو ہدایات دیتا ہے۔ ثروت آگے بڑھ کر پتوں کو گھسیتی، ہوتی لے جاتی ہے وہ ”دارا جان دارا جان“ کا شور مچلتے ہیں۔ روشن کی بھجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا ہو رہا ہے۔ ملازم اس کا خواصہ اُٹھ دیتے ہیں اور دھکے مارتے ہوئے نکال دیتے ہیں۔

— ۵۶۷ —

اپنے کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ جو تی اتارتا ہے۔ پانی کے گلاس اٹھاتا ہے۔ سب گھرے جو پہلے بھرے ہوئے تھے اب خالی ہیں۔ مشک کھوٹی سے اتار کر اسے فرش پر بھپاتا ہے۔

روشن:- بسم اللہ الرحمن الرحيم... اے ربِ حیم کی طرح آج بھی تجوہے روزی کا طلب گار ہوں۔ اسے ہلکا رکھنا۔ میرا بوجہ کم کرنا۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ مشک اٹھا کر کندھے پر ڈالتا ہے۔

— انتام —

○ مہک

پہلا منظر

شام کا وقت قریب ہے۔

(ایک چھوٹی کار ایک کچے راستے پر دھول اڑاتی ہوئی چلی جا رہی ہے۔ کار کو فضل خان چلار ہا ہے جو درمیانی عمر کا شخص ہے بسوٹ پہنے ہوئے۔ اگلی نشست پر اس کی بیٹی مریم بیٹی ہے۔ ٹیپ ریکارڈ پر تازہ ترین انگریزی نغمہ جل رہے ہیں جنہیں وہ غور سے سُنتی ہے اور سر بلاتی ہے۔ سچھلی نشست پر اس کا بھائی عارف ہے وہ بھی موسیقی سن رہا ہے۔ اس پاس کے جو منظر گذرتے ہیں وہ دیہاتی زندگی کے ہیں۔ کوئی گڈڑ جا رہی ہے۔ بیل گاڑی۔ مویشی۔ سرسوں کے کھیت۔ کسان گھروں کو لوٹ رہے ہیں۔ ان کے مویشیوں کے گھلے میں بندھی گھنٹیوں کی آواز وغیرہ)

مریم :- ابو! بھی آپ کا گاؤں کتنی دور ہے؟

ابو :- بس ہم سخنچنے ہی والے ہیں۔ اُدھروہ بڑے بند کے پے... جنگل کے ساتھ دُمسکرا کر، میرا خیال ہے کہ وہ دالا گاؤں ہی ہے۔

عارف :- آہا آپ اپنے گاؤں کا راستہ بھول رہے ہیں ابو۔

ابو :- نہیں۔ لیکن مجھے اوھرائے ہوئے عرصہ بھی تو بہت بیت چکا۔ شاید بارہ برس پہلے آیا تھا۔۔۔ ہاں راستے تو پلنے سے یاد رہتے ہیں۔ ہم چلے نہیں سو بھول رہے ہیں۔

مریم :- کیا جنگل بہت قریب ہے۔ (خوفزدہ)

ابو :- تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

مریم :- اور اس میں جانور بھی ہوں گے۔

عارف :- ہاں زرافے اور شتر مرغ تو عام پاتے جاتے ہیں۔ دیکھو سٹوپ صاف نظر آ رہا ہے کہ شیشم اور سفیدے کے چند درخت ہیں۔ جنہیں ابور دمانگ ہو کر جنگل کہہ رہے ہیں۔ وہاں زیادہ سے زیادہ خرگوش ہو سکتے ہیں۔

ابو :- نہیں۔ اس میں جانور ہوتے ہیں۔ جورات کے اندر ہیرے میں ہماری اکیسٹ کی طرف، فصلوں کو اجڑ جاتے ہیں۔ اسے تو ذرا آہستہ کرو۔

مریم :- ہم یہاں صرف دو دن ہی ٹھہریں گے تاں ابو؟

ابو :- ہاں۔ لیں ہم جس کام سے آتے ہیں وہ ہو جائے تو پھر یہاں سے میدے مرنی اور نتیباً اگلی سنو فال دیکھنے کے لیے۔۔۔

مریم :- دیے یہ آپ کا گاؤں کچھ گندہ تو ہو گا ہی خیر مجبوری ہے۔

(کار گاؤں کے قریب، شام ہو رہی ہے۔ گاؤں کے اندر داخل ہوتی ہے۔ ایک چڑی اور کچھی گلی۔ کار کھڑی ہوتی ہے۔ کار کے پیچے بھاگتے والے پیچے گرد ہو جلتے ہیں۔

چند عورتیں اپنے پیچے اٹھاتے دروازوں میں کھڑی ہیں۔ تینوں ہاہر نکلتے ہیں۔

عارف اور مریم کے چہرے پر ناگواری۔ فضل خان کچھ شرمندہ۔ پیچے قریب آگر ہنس رہے ہیں۔ ایک دو کی ناکیں بہہ رہی ہیں۔ مریم انہیں دیکھ کر اُپکاتے

لیتی ہے۔